جناب سید عطاء اللہ *

آثار اور تبرکات نبویہ ؐ سے استفادہ کا شرعی حکم

آنحضرت ﷺ کی ذات سراپا رحمت و برکت تھی۔ اور وما ارسلنک الارحمۃ للعالمین (۱) کے مقتضی ظاہر کے مطابق آپ کا وجود معظم ومحترم ومتبرک تھا۔ اسی طرح ہر وہ چیز بھی متبرک قرار پائی جس کا آپ کی ذات سے کسی وجہ میں بھی تعلق وقرب رہا۔ آپ ؐ کے آثار ومتروکات تو کیا بلکہ جس میں شہر میں آپ ؐ رہے وہ بھی قابل احترام ہوا۔ چنانچہ اللہ پاک نے ان علاقوں کو بھی محترم قرار دیتے ہوئے قسمیں کھائی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین (۲)

اور اس احترام کا سبب حضورؐ کی ذات کو قرار دیا۔

لااقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد (۳)

آنحضرت ﷺ سے عشق کا تقاضا ہے کہ ہر وہ چیز بھی متبرک قرار پائے جس کا آپ کی ذات سے کسی درجہ میں بھی تعلق وقرب رہا ہو۔ یہی معاملہ آنحضرت ؐ کے آثار ومتروکات کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے آثار ومتروکات کے ساتھ صحابہ کرامؓ کرتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حقیقی آثار ومتبرکات سے تبرک حاصل کرنے میں کسی کو کلام نہیں ہوسکتا البتہ علمی سطح پر اس کا جائزہ لیا جائے تو اس اجمال کی بصورت ذیل تفصیل سامنے آتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کا تبرکات نبویہ ؐ کے ساتھ معاملہ

آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ ؐ کے آثار وتبرکات سے صحابہ کرامؓ استفادہ وتبرک حاصل کرتے تھے۔ روایات میں موجود ہے کہ کئی صحابہ کے زخموں پر آپ ؐ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمائی۔ (۴)

اسی طرح بعض موقعوں پر پانی میں برکت (اضافہ) کے لئے آپ ؐ نے اپنا لعاب دہن ملایا۔ (۵)

آپ ؐ کے پسینہ اطہر کو صحابہ کرام نہ صرف بطور تبرک اپنے پاس رکھتے تھے بلکہ اسے اپنے پاس موجود خوشبوؤں میں ملاتے تھے جس سے عطر کی خوشبو دیگر سب خوشبوؤں کے مقابلے میں بہت زیادہ بڑھ جاتی۔ (۶)

---

* انچارج شعبہ علوم شرقیہ مرکزی لائبریری پشاور یونیورسٹی

جب آنحضرت اپنا سر مبارک منڈاتے تو نہ صرف صحابہ کرام آپؐ کے موئے مبارک کو بطور تبرک حاصل کرتے تھے بلکہ آپؐ بسا اوقات خود ان کے درمیان تقسیم فرماتے تھے۔ (۷)

حضرت خالد بن ولید جن کی بہادری و شہ زوری اور فتوحات سے تاریخ اسلام کے اوراق بھرے ہوئے ہیں، میدان جنگ میں جاتے ہوئے اپنی وہ ٹوپی ضرور سر پر لیتے جس میں انہوں نے آنحضرتؐ کے موئے مبارک بطور تبرک لگائے تھے اور وہ اپنی فتح کو موئے مبارک کی تبرک سمجھتے تھے۔ (۸)

آپؐ کے استعمال کردہ اشیاء (مستعمل پانی، کاسہ، چادر مبارک، جبہ مبارک، عمامہ مبارک، انگوٹھی) سے آپؐ کی حیات مبارکہ میں تبرک حاصل کرنے کی روایات بھی تفصیل سے کتب سیرت واحادیث مین مذکور ہیں۔ اسی طرح صحیحین میں ام عطیہؓ کی روایت ہے۔

قالت: دخل علینا رسول الله ﷺ حین توفیت ابنتة فقال اغسلتها ثلاثا او خمسا أو اكثر منذالك ان رأيتن ذلك بماء وسدر و اجعلن ثلاثا او خمسا او اكثر من كافور فإذا فرغتن فاذننى فلما فرغنا اذناه فاعطانا حقوه فقال أشعرنها اياه لعنى ازاره۔ (۹)

یعنی آنحضرتؐ نے اپنی تہہ بند مبارک دی تاکہ کفن کے وقت ان کی دختر زینبؓ کے بدن پر کفن کے نیچے پہنا دیا جائے یہ بھی تبرک کے لئے تھا جیسا کہ امام نوویؒ نے اس کی شرح میں فرمایا۔ والحكمة فى اشعارها به تبريكها به (۱۰)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی فرماتے ہیں "اجعلن الحقو تحت الكفن ليمس ببدنها وتحصل البركة" (۱۱)

صاحب مجمع البحار الانوار نے بھی یہی حکمت لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں۔

اى اجعلن هذا الحقو تحت الاكفان بحيث بلاصق بشرتها ليصل اليها البركة (۱۲)

یعنی اس تہہ بند کو کفن کے نیچے پہنایا جائے تاکہ حضرت زینبؓ کے بدن سے مس ہو اسے برکت پہنچے ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کے آثار سے نہ صرف صحابہؓ خود تبرک حاصل کرتے تھے بلکہ خود آنحضرتؐ کے افعال سے بھی اس کی تعلیم ملتی ہے۔

تابعین کا تبرکات نبویہؐ کے ساتھ سلوک:

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعینؒ کا دور آتا ہے۔ اس دور میں جن صحابہؓ کے پاس آنحضرتؐ کے جو تبرکات موجود

تھا ے تو تابعین اس سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے اور تابعین بھی آپؐ کے متروکات کو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے جیسا کہ ابن سیرینؒ کو حضرت انسؓ کے خاندان کی وساطت سے موئے مبارک حاصل ہوئے تھے۔ ان کے متعلق ابن سیرین کے الفاظ میں یہ جملہ قابل غور ہیں:

لان تکون عندی شعرة احب الی من الدنیا وما فیھا۔ (۱۴)

نبی کریمؐ کا میرے پاس یک بال موجود ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیھا سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرت وہب تابعیؒ کی روایت کہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس لوگ پانی بھیجا کرتے تھے۔ حضرت ام سلمہؓ حضور اکرمؐ کا موئے مبارک اس میں ایک آدھ مرتبہ ڈبویا کرتی تھیں اور یوں وہ پانی بابرکت بن جاتا تھا جسے نظر بد یا دوسری بیماریوں کے لئے خیر القرون کے لوگ استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ عمر ثانی کی فات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ رسول اللہ ﷺ کے متبرک بال و ناخن ان کے کفن میں رکھ دئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (۱۵)

آنحضرت ﷺ کے حیات مبارکہ میں آنحضرتؐ کی طرف کسی چیز کی نسبت کی جاتی تو آنحضرتؐ کے وجود مسعود کی موجودگی کی بناء پر اس چیز کی تصدیق ممکن تھی مثلاً کوئی صحابیؓ کسی بال مبارک یا جبہ ٹوپی یا عصا یا پیالے کے متعلق دعویٰ کرتا کہ یہ آنحضرت ﷺ کا استعمال کردہ ہے یا نہیں تو اس کی تصدیق ممکن تھی۔ چونکہ صحابہؓ صادق و عدول تھے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ آپؐ کی طرف کسی ایسی چیز کی نسبت کردیں کہ وہ آپؐ کے زیر استعمال نہ رہی ہو یا آپؐ سے متعلق نہ ہو۔ اسی طرح چونکہ صحابہؓ براہ راست آنحضرتؐ سے فیض یاب تھے ان کی ثقاہت و عدالت پر امت مسلمہ متفق ہے پھر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے جو چیز بطور تبرک حاصل کی وہ اس کی دل و جان سے حفاظت کرتے تھے آپؐ کے ان مقدس متروکات و تبرکات کو بہت ہی قابل تعظیم سمجھا کرتے اور ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی اپنے پاس ہونے کو دنیا و مافیھا سے بہتر سمجھتے اس لئے آنحضرت ﷺ کی رحلت فرمانے کے بعد نہ صرف صحابہؓ نے ان اشیاء سے تبرک حاصل کیا بلکہ تابعین کو بھی اس سے استفادہ کراتے تھے اور اس میں کسی قسم کا اشکال نہیں۔

مابعد ادوار میں تبرکات نبویہؐ سے استفادہ کا حکم:

صحابہؓ کے بعد کے ادوار میں صحابہؓ کی سی عدالت و ثقاہت نہ رہی بلکہ عدم ثقاہت و عدم عدالت بھی طاری ہوا۔ چنانچہ علمائے دین و محدثین کرام نے آنحضرتؐ کی طرف کسی بھی بات کے منسوب کرنے کے لئے راویان حدیث کے لئے بڑے کڑے شرائط مقرر کئے تاکہ ایک طرف ضعیف و غیر ثقہ روایات کے داخل دین ہونے کا سد باب ہو تو دوسری طرف وضع حدیث کے نتیجے میں دینی خلل پیدا نہ ہو۔ دین کی اشاعت کے سلسلے میں صحابہ شرقاً و غرباً منتشر ہو گئے اور چونکہ صحابہ کرام کے ساتھ آپ کے تبرکات بھی موجود تھے۔ لہذا صحابہ کے شرقاً و غرباً پھیلنے سے یہ تبرکات بھی دنیا کے

مختلف حصوں میں پہنچ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ تابعین کے بعد سے لے کر اب تک مختلف علاقوں میں آنحضرتؐ کے کئی تبرکات (مثلاً موئے مبارک، جبہ مبارک، عمامہ، عصا، نعلین شریف) کی موجودگی کا دعویٰ کیا جاتا ہے لیکن احادیث نبوی کے پرکھنے کے لئے جو کڑے شرائط مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ مزعومہ آثار و تبرکات ان شرائط پر پورے نہیں اترتے۔ اس لئے ان آثار و تبرکات کی آنحضرت ﷺ کی طرف نسبت خبر متواتر و مشہور بلکہ خبر واحد کے درجے تک بھی پہنچنا مشکل ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ تبرکات کچھ نہ کچھ تاریخی حیثیت اور تاریخی پس منظر ضرور رکھتے ہیں دور حاضر میں تو اکثر لوگ ان تبرکات کے سلسلے میں افراط و تفریط کا شکار ہیں بعض تو ان تبرکات کو موضوع وضعیف روایات جیسا مقام دیتے ہیں اور بالکل قابل اعتناء نہیں سمجھتے بعض حضرات اس قدر غلو و اہتمام کرتے ہیں کہ ان تبرکات کے متعلق کسی قسم کے استنادی سلسلہ پر گفتگو کو بے ادبی خیال کرتے ہیں نیز ان تبرکات کی زیارت کے لئے وہ باقاعدہ عرس و میلہ اور تداعی (دعوت عام) کا اعلان کرتے ہیں اس لئے مناسب ہوگا کہ دور حاضر کے چند معتبر و چیدہ چیدہ علماء کے فتاویٰ و آراء ذکر کئے جائیں اور افراط و تفریط سے ہٹ کر مسلک اعتدال معلوم کیا جائے۔

مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ آنحضرت ﷺ کے نعلین مبارک کے نقش سے تبرک کے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں۔

''آنحضرت ﷺ کے نعل مبارک کا نقشہ کسی کے پاس ہو اور وہ براہ محبت اس کو بوسہ دے تو مضائقہ نہیں لیکن اس کو کسی جگہ لگا کر لوگوں کو ہدایت کرنا کہ وہ اس پر ہاتھ پھیریں اور بوسہ دیں، یہ جائز نہیں کہ اس میں ایک رسم پڑ جانے اور تعظیم میں غلو پیدا ہونے سے ایک بدعت قائم ہو جائے گی۔'' (۱۶)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں۔

''تبرک صحیح مثلاً موئے مبارک، اس کی صحت ثابت نہیں ہوتی اس کی بناء پر صرف عوام کالانعام کے وہم پر ہے، جب تک کوئی تبرک صحیح طور پر ثابت نہ ہو جائے اس کی صحت کا اعتقاد نہ کرنا چاہیے اگر معلوم ہو جائے کہ تبرک صحیح مثل موئے مبارک کے اس مجلس میں ہوگا یا کسی دوسری جگہ ہو تو اس کی زیارت کے لئے جانے میں کچھ مضائقہ نہیں'' (۱۷)

دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰنؒ کے ایک فتویٰ کے مطابق ''آثار سلف صالحین و بزرگان دین کی زیارت و ملامست سے برکت حاصل کرنا جائز ہے لیکن تاریخ و دن مقرر کر کے زیارت کے لئے اجتماع کرنا لزوم مالا یلزم ہے جو اصل ہے بدعت مروجہ کی۔ لہٰذا دن و تاریخ معین کر کے زیارت کرانے کا طریق اختیار نہیں کرنا چاہیے اور اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ (۱۸)

فقیہہ الہند حضرت شاہ محمد مسعود محدث دہلویؒ کے ایک فتویٰ سے بھی تبرک کا جواز معلوم ہوا ہے البتہ انہوں نے مذکورہ بالا قیود ذکر نہیں کئے ہیں۔ (۱۹)

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں۔

''بعض جگہ تو تبرکات ہی بے اصل ہیں بلکہ بعض تبرکات کے تو غلط ہونے پر دلیل نقلی یا عقلی شہادت دیتی ہے البتہ جہاں کہیں کوئی دلیل مکذب نہ ہو تو پھر تکذیب کی حاجت نہیں، خصوصاً جہاں قرائن سے صدق غالب ہو تو وہ ظنا متبرک ہے''(۲۰)

نیز بعض مقامات پر تبرکات کی زیارت کرانے کی جو اہتمام سے رسم منعقد کی جاتی ہے کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ''چونکہ کم علمی کی وجہ سے زیارت تبرکات کی طرف بلانے اور اہتمام تداعی فرائض وواجبات سے زیادہ ہوتا ہے او رمحتاط کو نشانہ ملامت بناتے ہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ اس اہتمام وہیئت اجتماعی سے زیارت کرانے کی رسم نہ ڈالی جائے بلکہ خلوت میں یا جلوت خاص میں بلا پابندی رسوم کے زیارت سے مشرف ہو جائے تو مضائقہ نہیں''(۲۱)

متاخرین علماء میں تلاش بسیار کے باوجود مولانا تھانویؒ ہی کی زیادہ واضح اور مدلل تحریر ملی وہ فرماتے ہیں۔

''حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے بہت مقدار میں اپنے موئے مبارک صحابہ کرامؓ میں تقسیم فرمائے ہیں اور ظاہر ہے کہ صحابہ شرقاً غرباً منتشر ہو گئے تھے۔تو اگر سند صحیح سے اس کا پتہ معلوم ہو جائے تب تو اس کی تعظیم کی جائے ورنہ اگر یقین دلیل افتراء واختراع کی نہ ہو تو سکوت کیا جائے یعنی نہ تصدیق کی جاوے نہ تکذیب، مشتبہ امر میں شریعت نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لاتصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا امنا بالله وماانزل (۲۲)

یعنی اہل کتاب کی (بیان کردہ باتوں میں) نہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو بلکہ کہو کہ ہم اللہ پر اور اس کی نازل کی ہوئی کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: وفيه إشارة إلى التوقف فيما استشكل من الأمور والعلوم۔ (۲۳)
یعنی جو امر اور مضمون علمی مشتبہ ہو اس میں توقف کرنا چاہیے۔ جرأت کر کے ایک جانب کو بلا تیقن نہ کرنا چاہیے''(۲۴)

یہی حال موئے مبارک کا ہے کہ حضور ﷺ کے بہت سے بال صحابہ کو تقسیم فرمائے اور ظاہر ہے کہ حضورؐ کا بال جہاں بھی ہوگا اس کی حفاظت کی گئی۔ اسلئے عقل تقاضا کرتی ہے کہ اس میں سے کچھ بقایا ضرور موجود ہوگی۔ مگر آج کل جھوٹ کا بازار گرام ہے۔ یہ بھی شبہ ہے کہ طمع دنیا سے کہیں جھوٹ موٹ دعویٰ نہ کیا گیا ہو اس لئے اس کے بارہ میں توقف واجب ہے۔ نہ تصدیق کی جاوے نہ تکذیب کی جاوے۔ (۲۵)

آنحضرت ﷺ نے تبرک کے طور پر اپنی دختر زینب کے کفن میں جو اپنا تہہ بند مبارک دیا تھا روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

''اس حدیث سے تبرکات وغیرہ کا قبر میں رکھنا جائز معلوم ہوا کیونکہ حضور ﷺ نے اپنا ملبوس شریف تبرکا کفن

میں رکھنے کے لئے عطا فرمایا ہے۔ مگر ہم کو تبرک کی نیت سے کسی کو کوئی ملبوس وغیرہ دینا جائز نہیں کیونکہ حضورؐ نبی تھے اور اپنی برکت کو وحی سے جانتے تھے۔ ہمارے اوپر کونسی وحی اتری ہے کہ ہم بھی بزرگ اور صاحب برکت ہیں خاتمہ ایمان پر ہو جائے تو بسا غنیمت ہے''(۲۶)

نیز اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

''مگر اس سے قرآن اور دعاؤں کی کتابوں کا کفن میں رکھنا جائز نہ ہوگا کیونکہ اس میں ان کا احترام باطل ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن پاک کے ساتھ ناپاکی کا اتصال حرام ہے اور بدن میت چند روز کے بعد پھولے پھٹے گا۔ وہ نجاست قرآن کو بھی لگے گی۔ اسی طرح وہ کتابیں جن میں دعائیں ہیں اور اللہ رسول اللہ ﷺ کا نام جا بجا ہے قابل احترام بلکہ الفاظ و حروف مطلقاً قابل احترام ہیں بلکہ سادہ کاغذ بھی بوجہ آلہ علم ہونے کے قابل احترام ہے''(۲۷)

تبرکات نبوی کے لئے مجمع عام میلوں عرسوں کی طرح لگانا' تاریخ کی تعین کرنا' دعوت عام دینا' عورتوں کا اجتماع ہونا' ان امور کو مولانا تھانویؒ نے ان بدعات میں سے شمار کیا ہے کہ جن کو ترک کرنا چاہیے اس سلسلے میں وہ فرماتے ہیں کہ:

''صحابہ اور سلف صالحین نے اس طرح تعید (دعوت عام و اجتماع کی ہیئت) کو کبھی اختیار نہیں کیا حالانکہ ان کے پاس ہم سے زیادہ تبرکات نبویہ ﷺ موجود تھے اور ان کو ہم سے زیادہ ثواب کے کاموں میں سبقت تھی۔ اگر یہ کوئی خیر ہوتی تو سلف میں اس کی کچھ تو اصل ہوتی۔''(۲۸)

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ بہتر اور اوفق بات یہ ہے کہ چونکہ آثار و متروکات نبوی سے نفسِ تبرک و استفادہ قرن اول و دور تابعین سے ملتا ہے لہذا اس کے بعد سے لے کر مابعد تک اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور ان آثار و متروکات میں سے کسی بھی مبارک چیز کے وجود کا قابل اطمینان حد تک ثبوت ملے تو پھر ان سے استفادہ و تبرک حاصل کرنا کمال محبت و سعادت مندی ہے۔ البتہ ان تبرکات کے سلسلے میں ایسا غلو اختیار کرنا کہ جو صحابہ و قرن اول سے ثابت نہ ہو درست نہیں لگتا افراط و تفریط سے ہٹ کر یہی مسلک زیادہ معتدل اور دین کے مزاج کے قریب معلوم ہوتا ہے۔

حواشی و مصادر

۱۔ القرآن' سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷ ۲۔ سورۃ التین۔ آیت ۱۔۲۔۳

۳۔ سورۃ البلد آیت ۱۔۲

۴۔ مثلاً حضرت علیؓ کی دکھتی آنکھ کا درست ہونا (الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۲۰۵' عمرو بن جموع کے پاؤں کا ٹھیک ہونا (الخصائص ج' ص:۶۲) ابو قتادہؓ و حضرت خالد بن ولیدؓ کے زخم ٹھیک ہونا (الاصابہ ص:۱۵۷)

۵۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص: ۲۴

۶۔ رویت ام سلیمؓ صحیح بخاری کتاب الاستیذان حدیث ۵۸۰۹۔ صحیح مسلم' کتاب الفضائل' سنن نسائی کتاب الزینۃ حدیث ۵۲۷۶' مسند احمد مسند المکثرین حدیث ۱۱۵۶۲

۷۔ روایت انس بن مالک' صحیح بخاری' کتاب لوضوء باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان۔ صحیح مسلم باب قربۃ نبی ﷺ من الناس وتبرکھم بہ' سنن بن داؤد کتاب المناسک باب الحلق والقصر

۸۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج ۱ ص ۶۱۶

۹۔ صحیح البخاری' کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۱۷۵ او صحیح مسلم' کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۵۵۷

۱۰۔ شرح صحیح مسلم کتاب الجنائز ج ۱ ص ۳۰۴ تا ۳۰۵

۱۱۔ لمعات التنقیح کتاب الجنائز باب غسل المیت ج ۴ ص ۳۱۷۔۳۱۸

۱۲۔ مجمع البحار الانوار حرف الحاء باب مع القاف ج ۱ ص ۲۸۵

۱۳۔ صحیح مسلم کتاب الحج بیان السنۃ یوم النحر ثم تحلق والابتداء...... الخ حدیث نمبر ۲۲۹۸' ۲۲۹۹' ۲۳۰۰ جامع ترمذی کتاب الحج حدیث ۸۳۶' سنن ابی داؤد کتاب المناسک حدیث ۱۶۹۱' بخاری شریف کتاب الوضوء باب الماء الذی یغ سل بہ شعر الانسان

۱۴۔ صحیح بخاری کتاب اللباس حدیث ۵۴۴۶' سنن ابن ماجہ کتاب اللباس حدیث ۳۶۱۳' مسند احمد مسند الانصار حدیث ۲۵۳۲۴

۱۵۔ الطبقات الکبری ج ۵۔ ص ۳۳۰

۱۶۔ کفایت المفتی ج ۲ ص ۵۸' ۵۷' مکتبہ امدادیہ ملتان سال اشاعت ندارد

۱۷۔ سرور عزیز المعروف فتاوی عزیزی مطبع مجیدیہ کانپور ہندوستان' ن۔م۔ج ۱ ص ۱۵۱

۱۸۔ فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۱ 'ادارۃ المعارف کراچی

۱۹۔ فتاوی مسعودی' مرتب' ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۸۷' ۸۸ سیر ہند پبلی کیشنز کراچی

۲۰۔ اصلاح الرسوم بتصرف بسیر' ادارہ اشرفیہ ریلوے روڈ لاہور' 1958' ص نمبر ۱۷۸

۲۱۔ نفس المرجع ص نمبر ۱۶۸

۲۲۔ صحیح البخاری' کتاب الشہادات باب یسال اھل الشرک عن الشہادۃ کتاب اعتصام' واحمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۳۶

۲۳۔ مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ المصابیح' مکتبہ امدادیہ ملتان' ۱۹۶۷ء باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ج ۱ ص ۲۳۱

۲۴۔ خطبات حکیم الامت' رحمت دو عالمؐ ادارہ تالیقات اشرفیہ' سال اشاعت ندارد ص ۱۸۵

۲۵۔ خطبات حکیم الامت رحمت دو عالمؐ ص ۱۸۶

۲۶۔ مذکورہ کتاب ص ۱۸۷

۲۷۔ مذکورہ کتاب ص نمبر ۱۸۶۔۱۸۷

۲۸۔ خطبات حکیم الامت' رحمت دو عالمؐ ص ۱۸۲